رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۰۶
رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۰۶

KHILAFAT LIBRARY

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اللہ نور السموات والارض مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا

مصباح

زنانہ اخبار

مہینے میں دوبار

قادیان دارالامان ضلع گورداسپور پنجاب سے شائع ہوتا ہے

ایڈیٹر
قاضی محمد ظہور الدین اکمل

چندہ
سالانہ دو روپے آٹھ آنہ

نمبر ۱۰ | ۱۵ مئی ۱۹۲۸ء ۲۵ ذیقعدہ ۱۳۴۶ھ | جلد ۲

جنگ طلا و آہن

سنو میرے دل اک حکایت عجیب
ہوا زر و آہن میں جنگ رقیب
کہے سونا میں شاہ اور تو غلام
مناسب کرو مجھ کو ہردم سلام
بنے میرا ماشہ و رتی عزیز
تیرا سیر اور من نہیں کوئی چیز

آہن

خبردار مت کر تو ایسا غرور
کر دھوکا ہوا ہے تجھے پر فتور
میں ماروں تجھے سر پہ شام و سحر
ہتوڑی و سنداں پہ کر تو نظر
جو چاہوں بناؤں میں زیور ترا
میرے بن نہیں کچھ ترا آسرا
بچانے کو تیرے میں صندوق ہوں
کبھی تالہ چابی و بندوق ہوں
دکھاوا ہے تیرا زناں کے لئے
مرا حربہ امن جہاں کے لئے
تو چھپکر رہے کونے میں چور سے
بیاہ میں خراماں رہے شور سے
کماوے مرا اہل درانتی اناج
جو بن اس کے تیرے نہیں کوئی لاج

جو ظاہر میں کمتر وہ جوہر سے پُر
رہے یاد روشن کو ایسا ہی گُر

عابدہ بیگم روشن۔ ہمشیرہ احیاء الدین صاحب۔ پشاور

رپورٹ لجنۃ اماء اللہ لاہور

سال گذشتہ کی رپورٹ کا خلاصہ یہ ہے:-

حالات جلسہ } ۔نٹ پندرہ ممبرات ہیں۔ جلسے باقاعدہ ہوتے ہیں۔ سوائے اس کے کہ کبھی کسی خاص وجہ سے رک جائیں مثلاً پچھلی گرمیوں میں شورش کی وجہ سے۔ لجنہ کے ماہواری اجلاسوں میں ممبرات کے علاوہ دوسری بہت سی بہنیں بھی شریک جلسہ ہوتی ہیں۔ اور اکثر غیر احمدی صاحبات کو بھی ساتھ لانے کی کوشش کرتی ہیں۔ اور اکثر لاتی بھی ہیں۔ تلاوت کلام مجید۔ نظم۔ اور مختلف عنوانوں پر مضمون ہوتے رہتے ہیں۔

چندہ ۔ چندہ کی حالت دن بدن خوش کن ہے۔ ساری جماعت کی مستورات تو نہیں۔ لیکن چندہ دہندگان کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ چندہ کی چار شقیں ہیں۔ عام ماہواری لنگرخانہ۔ امۃ الحی لائبریری۔ اور مقامی چندہ۔ ان چندوں کے علاوہ دوسرے چندوں میں بھی کافی حصہ لیا ہے۔ مثلاً عید فنڈ۔ سالانہ جلسہ۔ مسلم آؤٹ لک اور یتامیٰ۔ چندے کے باقاعدہ رجسٹر ہیں۔ انسپکٹر حساب چیک کرتے رہتے ہیں۔ پھر اپنی مقامی مسجد میں بھی کافی حصہ لیا ہے۔ اور ہمیشہ اپنی مسجد کے زنانہ حصہ کی چلمنیں وغیرہ کل ضروریات لجنہ ہی پوری کرتی ہے۔

دعوتیں :- تین بڑی بڑی دعوتیں کیں اگست ۱۹۲۷ء میں مبلغین قادیان کی مع مقامی معززین کے۔ (۲) یکم مارچ ۱۹۲۷ء کو اپنے پیارے امام کو مع رفیقان سفر و مقامی معززین دعوت دی۔ (۳) دعوت مکرم صوفی غلام محمد صاحب مبلغ ماریشس کو ایڈریس و دعوت مع دیگر بزرگان ملت قادیان و مقامی معززین کے دی۔

لیکچر :- مختلف وقتوں میں بزرگان دین کے لیکچر بھی کرائے ہیں۔

تبلیغ :- فرداً فرداً یا جلسہ میں جو بہنیں شریک ہوتی ہیں انہیں تبلیغ کی جاتی ہے اکثر کے گھروں پر بھی جاکر تبلیغ کی ہے۔ دو تین عورتیں بھی سلسلہ میں داخل ہوئی ہیں جن کی بیعت کے خطوط حضور کی خدمت میں لکھے گئے۔ تبلیغ عام کیلئے ایک تجویز ابھی زیر بحث ہے۔ کہ اپنے اپنے محلوں میں اپنی اپنی ملنے والی عورتوں کو بلاکر تبلیغی جلسے کرائے جائیں ابھی عملدرآمد نہیں ہوا

نماز عیدین :- نماز عیدین کا باقاعدہ انتظام ہے۔

اخبار مصباح :- ممبرات و دیگر بہنیں مصباح کی خریدار ہیں غیر مستطیع اور غیر احمدیوں کے نام لجنہ کی طرف سے اور ذاتی طور پر مصباح کے چند پرچے جاری کرائے

زنانہ نمائش قادیان :- ہر دو سال میں کافی چیزیں دی ہیں۔ اخلاقی حالت بھی ترقی کر رہی ہے۔

تعلیم :- تعلیم کی طرف عام رجحان ہو رہا ہے۔ اکثر لڑکیوں نے اپنے اپنے گھروں پر دینی تعلیم حاصل کرنا شروع کر دی ہے۔ ایک سکول کا ارادہ ہے۔ جو ابھی تک تو بعض دفعہ حد تکمیل کو پہنچ پہنچ کر رک جاتا ہے۔ مولا کریم پورا کرنیکی توفیق عطا فرمائے مستورات میں درس کا بھی انتظام کر رہے ہیں۔

امداد مساکین :- اپنی مقامی جماعت کی بیوگان کی کچھ نہ کچھ رقم سے مدد کر دی جاتی ہے۔ وصیتیں بھی کر رہی ہیں۔

والسلام زبیدہ خاتون سکرٹری لجنۃ اماء اللہ لاہور

افسوس ہے کہ لجنۃ اماء اللہ قادیان کی طرف سے مصباح میں کبھی کوئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مصباح

قادیان دارالامان - مورخہ ۱۵ مئی ۱۹۲۸ء

ہر بڑے شہر میں لجنہ کا قیام ضروری ہے

میری عزیز بہنو! ہمارا فرقہ نشیب و تنزل میں پڑا ہے اور ہم عورتیں اپنی جہالت کے باعث غیر اقوام میں ذلیل سمجھی جاتی ہیں اور اسلام کی بدنامی کا باعث ہوتی ہیں ہماری جنس کا بہت بڑا حصہ بے علم ہے۔ اسے نہ دین کی پروا نہ اپنی ذلت کا احساس۔ نہ تباہ کن رسومات سے اجتناب۔ غرض جنس لطیف کا بہت بڑا حصہ ایسی بُری حالت میں مبتلا ہے کہ شاید اس کا نمونہ ہندوستان کے سوا اور کہیں نہ ملے گا۔

اس کا اندازہ صرف ان اعداد اور شمار سے ہو سکتا ہے۔ جو میں ذیل میں لکھتی ہوں۔ جس میں تعلیم یافتہ ہندوستانی عورتوں کی تعداد بتائی گئی ہے اس کے ساتھ ہی میں دوسرے ملکوں کی تعلیم یافتہ عورتوں کے اعداد و شمار بھی لکھتی ہوں:-

مُلک	تعلیم یافتہ عورتوں کی تعداد
امریکہ	۹۳ فی صدی
ڈنمارک	۱۰۰ 〃 〃
جرمنی	۱۰۰ 〃 〃
فرانس	۹۴ فی صدی
جاپان	۹۶ 〃 〃
برطانیہ	۹۱٫۵ 〃 〃
ہندوستان	۱٫۵ 〃 〃

اس نقشہ سے بہنیں اندازہ کر سکتی ہیں کہ ہندوستانی عورتیں کس قدر جہالت اور تاریکی میں پڑی ہیں اور دیگر ملکوں اور دیگر اقوام کے مقابلہ میں کس قدر پیچھے ہیں اور دوسری قومیں شاہراہِ ترقی پر گامزن ہیں اور ترقی کر کے عالم بالا پر پہنچ گئی ہیں۔ مگر ہمارے ہاں نصف صدی سے یہی جھگڑا ہو رہا ہے کہ عورتوں کو تعلیم دیجائے یا نہیں اور دیجائے تو کس قسم کی۔ وائے برحال ما!

یہ سب نہایت رنج دہ اور افسوسناک باتیں ہیں۔ جن پر کوئی سچا محب قوم بغیر آنسو بہائے نہیں رہ سکتا۔ مگر ابھی تک ہمارے طبقہ کے بہت بڑے حصہ نے نہ صرف اسی ضرورت کو محسوس نہیں کیا بلکہ اسکو غیر ضروری سمجھ کر اسکی مخالفت کرتا ہے۔ بہرکیف ثابت شدہ بات ہے کہ عورتیں حصولِ علم کی بالکل کوشش نہیں کرتیں۔

اب سوال یہ ہے کہ ان بہنوں کو جو دولتِ علم سے مالا مال ہیں کیا کرنا چاہیئے اور انکا کیا فرض ہے۔ پیاری بہنو! اسکے جواب میں اگر میں یہ کہوں کہ تمام اقوام کے تجربہ شدہ اور تسلیم شدہ مسئلہ یا حضرت خلیفۃ المسیح کے حکم پر عمل کیا جائے یعنی تمام شہروں میں جہاں مردانہ انجمنیں ہوں لجنہ قائم کیجائے تو غالباً نامناسب نہ ہوگا اور اسی طریق سے ایک حد تک کامیابی کی امید ہو سکتی ہے۔

اب ہم کو اپنی پست حالی اور اپنی ہم جنسوں کی بے علمی کا خیال کر کے اور پھر اپنے امام کے حکم کی اہمیت کا لحاظ کر کے چاہیئے کہ ہم جہاں بھی ہوں انجمن کے قیام میں کوشاں رہیں یہ تسلیم شدہ مسئلہ جس میں کچھ شک و شبہ کی گنجایش نہیں کہ کوئی قوم کوئی فرقہ کوئی جماعت اسوقت تک کامیاب نہیں ہو سکتی اور ترقی نہیں کر سکتی تاوقتیکہ اسکے تمام افراد یا بالفاظ دیگر دونو جنس یا عورتیں ترقی نہ کریں اور اس میں کچھ شک نہیں کہ گھر میں بند رکھ کر محض کتابی تعلیم سے عورتوں کی ترقی نہیں ہو سکتی جب تک کہ وقتاً فوقتاً ایک دوسرے سے مل جلکر تبادلہ خیالات نہ کرتی رہیں اور ایک دوسرے کے علم و ہنر سے فائدہ نہ اٹھائیں اور اسلام کی پر از اخلاق تعلیم سے مستفید ہو کر عمل پیرا نہ ہوں اور اپنی طرز معاشرت میں اصلاح نہ کریں اسوقت تک عورتوں کی ترقی ناممکن نہیں تو محال ضرور ہے۔

بعض عورتیں انجمن کے قیام کو اپنے لئے درد سر مول لینا اور اپنی مصروفیت کو بڑھانا خیال کرتی ہیں مگر ان بہنوں کا یہ خیال غلط ہے۔ عام مستورات کی ترقی تعلیم کے لئے اور ان تباہ کن اصلاح کے لئے (جو باوجود احمدی ہونے کے عورتوں میں باقی ہوں) جو ہمارے لئے نہایت نقصان دہ اور تباہ کن ہیں اور خدا و رسولؐ کے حکم کے بھی خلاف ہیں جنکا تعلق زیادہ تر یا یوں کہنا چاہیئے کہ صرف عورتوں کی ذات سے ہے انکا انسداد کرنیکے لئے اور بے علم بہنوں کو ان رسموں کی بیڑیوں سے نجات دلانے کیلئے اور بے علم عورتوں کو حصول علم کا شوق دلانیکے لئے ہر جگہ انجمن کے قیام کی سخت ضرورت ہے۔

علاوہ بریں انجمن کے قیام سے باقاعدہ چندہ دینے اور اپنے خیالات کا اظہار کرنیکا بھی موقعہ مل سکیگا۔ جاہل عورتوں میں فضول زیورات کا بہت شوق ہے اور اس شوق کو غیر تعلیم یافتہ عورتوں کے دل سے کم کرنا ضروری ہے۔ اور یہ سب امور بغیر انجمن کے قیام کے غیر ممکن ہے۔

پیاری بہنو! مرد ہر طرح سے دینی خدمات میں حصہ لے رہے ہیں اور ہم محروم ہیں۔ اور درحقیقت یہ ہماری ہی بے توجہی کا نتیجہ ہے ورنہ ہم اگر چاہیں تو اپنے لئے موقعہ تلاش کر سکتی ہیں اور دینی خدمت کیلئے ہم انجمن قائم کر کے اس مقصد کو پورا کر سکتی ہیں۔ اس سے بہتر کوئی ذریعہ خدمت دین اور ہر نیک کام میں حصہ لینے کا اور دیگر بے علم بہنوں کو موقعہ دینے کا نہیں ہو سکتا۔

پیاری بہنو! جب تک ہم خود اپنی ہم جنسوں کی بھلائی کے لئے کوشاں نہ ہونگی۔ اسوقت تک تعلیم نسواں کا عام ہونا اور خدمت دین میں انکا حصہ لینا غیر ممکن ہے کیونکہ

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

یہ کسی انسان کا قول نہیں بلکہ خدائے پاک کے کلام کی ایک آیت کا ترجمہ ہے۔ بہنو! ہم نے احمدی ہو کر اپنے پاک امام سے وعدہ کیا ہوا ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے اور دین کی خدمت کے لئے ہمہ تن ہو کر کوشش کرینگے۔ اور خلق اللہ کی ہمدردی میں کوشاں ہوں گے۔

پیاری بہنو! آپنے کہاں تک اس وعدہ کو ایفا

کیا ہے۔ مرد ہر طرح سے اور ہر قسم کی خدمت میں بیش از بیش حصہ لے رہے ہیں۔ اور اپنی خدمات میں ہر طرح سے ہر طریق سے افزونی کرتے رہتے ہیں۔ مگر افسوس کہ ہم مستورات خدمت دین میں بالکل پیچھے ہیں۔ ہم کو مردوں کی طرح انکے ساتھ ساتھ پہلو بہ پہلو کام کرنا اور خدمت دین میں حصہ لینے کی کوشش کرنی اور عادت ڈالنی چاہیئے جب تک ہم اپنے امام کے حکموں کو بجالا کر خدمتِ دین کے لئے تن من دھن سے کوشش نہ کریں گے اور غریب و امیر سب ایک جگہ جمع ہو کر ایک دوسرے کے علم و ہنر سے مستفیض ہو کر اسلامی اخوّت اور مساوات کی سچی نظیر پیش نہ کرینگے اور جب قومی اور محبّت اسلامی کو اپنے افعال سے نہ ثابت کریں گے اسوقت تک ہرگز ہرگز حقیقی طور پر احمدی کہلانے کے مستحق نہیں ہو سکتے۔

بعض عورتیں شائد یہ کہدیں کہ اکثر شہروں میں احمدی مستورات کی تعداد بہت کم ہے۔ مگر میں کہتی ہوں یہ شیطانی دھوکا ہے جو بندے کو نیک کام کرنے سے روکتا ہے ورنہ تین عورتیں ہوں تو کافی ہیں انجمن کا اصلی مقصد تو صرف ہفتہ یا مہینہ میں ایک مقرر دن اکٹھا ہونا باقاعدہ چندہ دینا اور ایک دوسرے کے علم و ہنر سے فائدہ اُٹھانا ہے۔ فرض کرو کہ کسی جگہ تین عورتیں ہیں ان میں سے ایک سکرٹری ہے ایک پریذیڈنٹ بنے بس مہینہ میں یا ہفتہ میں تینوں بہنیں اکٹھا ہوں اصلاح معاشرت اور اصلاح رسوم کے متعلق کچھ باتیں کریں کوئی بہن کسی کتاب کا کچھ حصہ پڑھکر سنا دیں چندہ جمع کرلیں اور خدمت دین کے لئے کوئی تجویز سوچیں۔ مثلاً کوئی بہن کسی ان پڑھ بہن کو پڑھانے کا وعدہ کرلیں کوئی کچھ کام اپنے ذمہ لے لے وغیرہ وغیرہ بس انجمن قائم ہو گئی۔ گو پہلے پہل لوگ مذاق اُڑائیں گے مگر یہ تو ہمیشہ کا ہی دستور ہے کہ نیک کام کے لئے ہمیشہ لوگ ہنسے گئے ہنسنے والوں سے ڈرنا کسی طرح بھی مناسب نہیں ہے اور وہی انجمن ایک روز بہت بڑی انجمن ہو سکتی ہے اور اخلاص و شوق و دینی جذبہ بہترین نتیجہ پیش کر سکتا ہے۔

خواتین یہ کوئی نئی بات نہیں تو اریخ سلف اُٹھا کر دیکھو کہ خواتین اسلام بساط علم پر آفتاب بن کر چمکیں اور ماہتاب بنکر دمکیں۔ اور ہر کام اور ہر علم میں سے چمکی ہیں ؎

بزم میں مخفی و فنا کی فصاحت دیکھو
رزم میں ارده و اسما کی شجاعت دیکھو
چاند بی بی رضیہ کی حکومت دیکھو
نورِ ایوانِ جہانگیر کی سیرت دیکھو

بہر کیف یہ ثابت شدہ مسئلہ ہے کہ احمدی عورتوں کی ترقی کے لئے ہر شہر میں لجنہ اماء اللہ کا قیام ضروری ہے مگر مجھے یہ بات نہایت ہی افسوس سے لکھنی پڑی کہ صرف پنجاب کے چند شہروں میں لجنہ کا قیام ہے باقی ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں میں ابھی تک لجنہ قائم نہیں ہوئی۔ بمبئی۔ کلکتہ۔ مدراس۔ علیگڑھ۔ لکھنؤ وغیرہ جیسے شہروں میں لجنہ کا قیام نہیں ہے۔

اور اس سے زیادہ افسوس سے یہ کہنا پڑا کہ ماہ نومبر اور دسمبر میں میں نے یہاں (کلکتہ میں) لجنہ کے

قیام کی بہت کوشش کی۔ بعض بہنوں کو اس مقصد کیلئے خط لکھے بعض نے خود ملکر انجمن کے قیام کی اہمیت جتائی۔ مگر افسوس کہ کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا۔ میری درخواست کو کلکتہ کی بہنوں نے پس پشت میں ڈالدیا۔ گو مجھے اس بات کا اقرار ہے کہ کلکتہ میں احمدی عورتوں کی تعداد کم ہے۔ مگر میں یہ لکھ چکی ہوں کہ کسی قوم یا کسی گروہ کی کامیابی یا ترقی یا فتح اسکی تعداد پر نہیں بلکہ اس کے افراد کے جوش و ہمت و حوصلہ و اولوالعزمی اور حقیقی ایثار پر منحصر ہے جسکے لئے کسی ثبوت کی ضرورت نہیں تم تاریخ اسلام اٹھا کر دیکھو ہزاروں مثالیں موجود پائیں۔

مجھے اس بات کے اظہار سے صدمہ ہوتا ہے کہ کلکتہ کی سربرآوردہ خواتین انجمن کے نام سے کتراتی ہیں۔ بلکہ مخالفت کرتی ہیں نہ صرف عورتیں بلکہ حیرت پر حیرت - کہ مرد بھی اسکے نام سے وحشت کھاتے ہیں۔ گذشتہ دسمبر میں جب جناب مفتی صاحب کلکتہ تشریف لائے تھے اسوقت میں نے بہت کوشش کی کہ لجنہ انکے بابرکت ہاتھوں سے قائم ہو جائے اور میں نے مفتی صاحب سے درخواست کی کہ کسی اتوار کو آپ لجنہ اماء اللہ کا افتتاح کر دیجئے۔ اور والد صاحب کے ذریعہ سے میں نے ممبران جماعت کلکتہ سے درخواست کی کہ آج اپنے گھر کی مستورات کو جناب امیر صاحب کے گھر پر یا فلاں صاحب کے گھر پر یا میرے گھر پر بھیجدیں تاکہ جناب مفتی صاحب لجنہ کا افتتاح کر دیں اور سب عورتیں ان کی نصیحتوں سے لطف اندوز ہوں۔

مگر صد ہزار افسوس! کہ کسی نے بھی اپنے گھر کی عورتوں کو بھیجنے کی تکلیف نہ گوارا کی اور ایسا زریں موقعہ ہاتھ سے جاتا رہا۔ آہ مجھے اس واقعہ سے جتنا صدمہ ہوا اس کا اظہار قلم سے ناممکن ہے کیوں احمدی خواتین تاریکی اور پست خیالی میں پڑی ہیں کہ انجمن کے نام سے وہ لرزیں آپس کی ملاقات سے اور آنے جانے سے وہ بچیں اور کترائیں۔ ان حالات پر قومی ترقی کا خیال خام نہیں تو اور کیا ہے؟ میں حیران ہوں کہ کیونکر اپنی بہنوں میں وہ جوش و محبت و ہمت و استقلال و اخلاص کی روح پھونک دوں کہ دین کے لئے کام کرنے سے وہ نہ گھبرائیں۔

پیاری بہنو! قومیں اس طرح نہیں بنتیں اور قوموں کی ترقی اس طرح نہیں ہوتی کہ اسکے نصف افراد تو کام میں لگے رہیں اور نصف عضو معطل بنکر خاموش اور بے حرکت پڑے رہیں اور اپنا فرض بچے جننا اور کھانا پینا سمجھے۔ پیاری بہنو! فرض کرو کہ کسی مقام پر دو قلعے ہیں ان میں سے ایک قلعہ کے تمام افراد یعنی بوڑھے بچے جوان مرد عورت سب زیور تعلیم سے آراستہ و پیراستہ اور فنون جنگ سے واقف اور آلات حرب و اسلحہ جنگ سے مسلح ہیں۔ اور بمقابل اسکے دوسرے قلعہ کی عورتیں جاہل محض زیور و کپڑوں کی شائق۔ کوچہ علم سے نابلد بچے ڈرپوک ہمت و جرأت کے نام سے ناواقف۔ آغوش مادری کی شائستہ تعلیم و تربیت سے ناآشنا جب جاہل ہے تو تعلیم کیسے دیگی، بری تربیت میں مبتلا۔

بوڑھے قدیم رسم و رواج کے عاشق اور کمزور نحیف صحت خراب ۔ رہ گئے جوان انہیں سے جو توقع کی جاسکتی ہے وہ کیجائے ۔ اور وہی جو کام ہے اسکے بجالانے کے ذمہ دار بنائے جاسکتے ہیں ۔ اب بہنیں بتائیں کہ اگر ان دونو قلعوں کے درمیان جنگ ہوجائے تو کون کامیاب ہوگا مذکور الصدر یا مذکور الثانی ؟ بلا تامل سب کو کہنا ہوگا کہ مذکور الصدر مظفر و منصور ہوگا ۔

پیاری بہنو! کیا آجکل اسلام کے قلعہ کی دوسرے قلعہ کی طرح حالت نہیں ہے اور کیا دوسری قومیں عیسائی ہنود آریہ بنگالی وغیرہ اپنے آپکو تعلیم و تہذیب علم و فضل کے اسلحہ جات سے مسلح نہیں کرتے کیا ان سب قلعہ والوں کا اسلام کے قلعہ سے مقابلہ نہیں ہے اگر ہے اور ضرور ہے تو بتاؤ کہ کامیابی کی امید کیونکر کی جاسکتی ہے ؟

پیاری بہنو! کیا تمھاری غیرت گوارا کرتی ہے کہ تمہاری وجہ سے اسلام کو ذرا بھی نقصان پہنچے اور تمھارے سبب سے بدنام ہو اگر نہیں اور ہرگز نہیں تمھاری غیرت و ہمت اسکو پسند نہیں کرتی کہ اسلام تمھارے باعث غیر اقوام میں بدنام ہو (کہ مسلم عورتیں بے روح کی ہوتی ہیں اور اسلام نے عورت کو پردہ میں بند کرکے حصول علم سے روک دیا ہے وغیرہ وغیرہ) تو پھر اپنی غیرت کے اظہار میں تکلف کس بات کا ؟ اور ڈر کس لئے ؟ اور پس و پیش کیوں ؟ اٹھو اور دنیا کو دکھادو کہ پردہ حصول علم اور خدمت دین میں کبھی روک نہیں ہوسکتا ۔

کیا میں امید کروں کہ میرا یہ مضمون کسی بہن کے دل پر اثر کریگا اور اسکے نتیجہ میں میں کسی شہر میں لجنہ کے قیام کی خوشخبری سن سکوں گی ؟ اور کیا میں امید کرسکتی ہوں کہ کلکتہ کی خواتین اس طرف اپنی توجہ مبذول فرماکر اپنی خواب غفلت سے بیداری کا ثبوت دینگی ؟

" دنیا با امید قائم ہے " کیا میں بھی امید کروں کہ کلکتہ میں انجمن قائم ہوگی اور خواتین کلکتہ بیدار ہونگی ۔

لئیقہ رفیق از کلکتہ

چند عمدہ اخلاقی اشعار

خدمتِ خدا و خلق سے نشاط زندگی ۔ اسمیں اپنا جان و مال شوق سے لگائے جا

ملی جب فقر کی دولت تو شاہی کیا ہے دنیا کی ۔ ضرورت شمع کی کیا سلطان خاور کی ضیا تک

سب فانی ہے کیا زمین کیا آسماں کچھ بھی نہیں ۔ اک خدا کو ہے بقا و نوجہاں کچھ بھی نہیں

سچ بات کہنے میں پس و پیش نہ کر ۔ ملا سے نہ ڈر خیال درویش نہ کر

آزادی رائے کی سپر ہاتھ میں لے ۔ تیغ اوہام سے جگر ریش نہ کر

صحت کے لئے دوا کی تدبیر نہ کر ۔ دولت کے لئے شکوہ تقدیر نہ کر

محنت کو بنا کلید ابواب مراد ۔ اکسیر یہی ہے فکر اکسیر نہ کر

خاموش ہیں لحد میں جو لوگ خوش بیاں تھے ۔ غنچوں کے وہ دہن ہیں بلبل کی جو زباں تھے

رکھا غفلت نے دور افتادہ ذوق فنا ورنہ
اشارت فہم کو ہر ناخن بریدہ ابرو تھا

بر سر خوان قناعت دست زن ۔ تا نباشد دست بر فرمان شکن

باش در گنج قناعت سرنگوں ۔ باسنہ اند گوشہ عزت برملا

ہستی کے مت فریب میں آجائیو اسد ۔ عالم تمام حلقۂ دام خیال ہے

راقمہ لئیقہ رفیق کلکتہ

ختم نبوّت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے بعد جو لوگوں کو غلطی لگی ہوئی ہے کہ آپ خاتم النبیین تھے اس لئے آپکے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا جس بات پر ان لوگوں نے ٹھوکر کھائی وہ یہ آیت ہے ماکان محمدٌ ابا احدٍ من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیّن ہ (پارہ ۲۲ ع) اس پر وہ کہتے ہیں کہ اس میں بتایا گیا ہے آپؐ نبیوں کے ختم کرنیوالے ہیں آپکے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ اچھا بفرض محال بقول ان کے اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ آپکے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ تو ہم کہتے ہیں پھر حضرت عیسیٰؑ کا کیوں انتظار ہے۔ تو جواب دیا جاتا ہے کہ وہ بھی آپ ہی کے متبع ہونگے یعنی وہ بھی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی اتباع کرینگے۔ مگر ہم کہتے ہیں کہ آجتک نہ کوئی آسمان سے اترا اور نہ اتریگا اگر یہ تسلیم کر بھی لیں تو سب سے اوّل خدا تعالیٰ کی ذات پر اعتراض پڑتا ہے کہ وہ اور مسیح پیدا کرنے سے عاجز تھا اس لئے پہلے کو سنبھال رکھا دوسرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے اضافہ روحانی پر دھبہ آتا تھا۔

اب غور کریں کہ یہ لوگ کسقدر غلطی پر ہیں اور کیسا بیہودہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ایک طرف اس آیت کریمہ کے یہ معنی کرتے ہیں کہ آپکے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا۔ دوسری طرف آسمان کی طرف ٹکٹکی لگائے بیٹھے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اترینگے

انسان کو چاہیئے کہ لفظ کی تہ تک پہنچے اور غور کرے کہ اسکا اصل مطلب کیا ہے۔ جب ہم ان لوگوں کے دو طرفہ عقیدہ کو دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ضرور کسی غلطی پر ہیں اب اس امر پر غور کریں اور دیکھیں کہ آیا جو یہ لوگ کہتے ہیں صحیح ہے آیت یہ ہے:۔ ماکان ابا احدٍ من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیّن ط (پارہ ۲۲ ع) کیا نہیں دیکھتے کہ خاتم بفتح تا فرماتا ہے نہ کہ بکسر تا۔ بفتح کے معنی مُہر کے ہوتے ہیں اور مُہر تصدیق کے لئے لگائی جاتی ہے چنانچہ اس آیت کے تو یہ معنی ہونگے کہ محمدؐ تم مردوں میں سے تو کسی کے باپ نہیں۔ پھر لکن کا لفظ لاکر رسول اور خاتم النبیین کے لفظ استعمال کئے ہیں۔ اور یہ بات ظاہر ہے کہ لکن کا لفظ ازالہ شبہ کیلئے آیا کرتا ہے اور ہر ایک مسلم فرد جانتا ہے کہ سورۃ کوثر میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انّ شانئک هو الابتر کہ تیرا دشمن ہی ابتر ہے اور یہاں خود تسلیم فرماتا ہے کہ آپکی نرینہ اولاد نہ ہوگی پس اس شبہ کے ازالہ کیلئے لکن کا لفظ لاکر فرمایا کہ گو جسمانی طور پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کسی کے باپ نہیں تو بھی ابتر نہیں کہلا سکتے کیونکہ اس لئے کہ اللہ کے رسول ہیں۔ پس اسکا روحانی سلسلہ وسیع ہوگا۔ پھر خاتم النبیین فرماکر پہلے مضمون کو اور ترقی دی کہ نصرف مسلمان آپکی اولاد ہونگے بلکہ نبیوں کا بھی باپ ہے یعنی آپکے روحانی فیض سے نبی بھی پیدا ہوا کرینگے علیٰ ہذا القیاس پس اس قسم کی نبوّت کا دروازہ کھولا گیا۔ ہاں اس نبوّت کا دروازہ بیشک بند کردیا گیا ہے جو نئی شریعت کی حامل بلا واسطہ ہو۔ کیونکہ اگر ایسی نبوت باقی ہو تو آپکی روحانی ابوت ختم ہوجائیگی اسلئے اسمیں نفی کی گئی ہے۔

اب دیکھئے صحیح مطلب سمجھئے آپؐ کی کسقدر شان بڑھ گئی کیونکہ بالواسطہ نبوّت رسول کریم صلعم کی شان بجائے گھٹانیکے بڑھانے والی ہیں اور بلاواسطہ تو ہزاروں نبی بھی آئیں تو آپؐ کی شان میں کوئی اضافہ نہ ہوگا۔

پھر یہ بھی کہا جاتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ سلّم نے فرمایا انّی اٰخر الانبیاء اسطرح فرمایا لانبی بعدی پس ان احادیث کی رُو سے آپکے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا مگر ساتھ ہی جو مُسلم کی حدیث ہے ومسجدی اٰخر المساجد اسے نہیں دیکھتے اگر اٰخر الانبیاء کی رُو سے آپکے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا تو اٰخر المساجد کی رُو سے بھی مسجد نبویؐ کے بعد کوئی مسجد نہیں بنوائی جاسکتی لیکن برخلاف اسکے اتنی مسجدیں تیار کروا رہے ہیں کہ اکثر مسجدیں ویران پڑی ہیں تو پھر ہم کہتے ہیں کہ اٰخر الانبیاء کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا تو اٰخر المساجد کے بعد اتنی مسجدیں کیوں بنوائی جارہی ہیں۔ تو اسکے جواب میں کہا جاتا ہے۔ کہ یہ مسجدیں آنحضرتؐ کی ہی مسجدیں ہیں کیونکہ ان میں اسی طریق سے عبادت ہوتی ہے جس طریق کے لئے آنحضرتؐ نے بنوائی تھی بوجہ ظلّیت کے یہ اس سے جدا نہیں۔ اسلئے یہ آخر ہونے کی نفی نہیں کرتیں۔ یہ جواب درست ہے۔

مگر ہم کہتے ہیں کہ اسی طرح اٰخر الانبیاء ہونیکے باوجود ایسے نبی بھی آسکتے ہیں جو آپکے بطور ظلّ کے ہوں جو بجائے نئی شریعت لانے کے آپؐ ہی کی شریعت کے متبع ہوں اور آپؐ ہی کی تعلیم کو پھیلانے کیلئے بھیجے گئے ہوں اور سب کچھ انکو آپ ہی کے فیض سے حاصل ہُوا ہو اس قسم کے نبی آنے سے آپکے آخر الانبیاء ہونے میں کوئی فرق نہیں آتا۔

اسی طرح لا نبیّ بعدی کے بھی یہ معنی نہیں آپؐکے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ بلکہ اسکے بھی یہی معنی ہیں کہ ایسا نبی نہیں آسکتا جو آپکی شریعت کو منسوخ کرے کیونکہ بعد وہی چیز ہوتی ہے جو پہلی چیز کے ختم ہونے پر شروع ہو۔ پس جو نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی نبوّت کی تائید کے لئے آئے وہ آپؐکے بعد صاحب شریعت نبی نہیں کہلا سکتا۔ کیونکہ وہ تو آپؐ کی نبوّت کے اندر ہے۔ پس ہر بات سمجھنے کے لئے پورے غور و تدبّر سے کام لینا چاہیئے۔ غالباً انہیں لوگوں کے لئے ایسے دھوکہ میں پڑ جانے کا ڈر تھا جس کے باعث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا قولوا خاتم الانبیاء ولا تقولوا لانبی بعدی یعنی لوگو! یہ تو کہو کہ آپ خاتم النبیین ہیں لیکن یہ ہرگز نہ کہو کہ آپؐکے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا۔ ظاہر ہے کہ جہاں بھی کسی کو اس قسم کا دھوکا لگا ہے وہ صرف مفہوم غلط سمجھنے پر لگا ہے۔ پس چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم الیوم اکملت لکم دینکم کے مطابق کامل شریعت لائے تھے اس لئے آپؐ کو خاتم النبیین فرمایا گیا اسکے بعد حصول نبوّت کو آپؐکے ساتھ وابستہ کر دیا گیا چونکہ آپؐ مکمل طور پر شریعت لیکر نازل ہوئے تھے اس لئے آپؐ کی ہتک تھی کہ آپؐکے بعد براہ راست نبی آتے رہتے اسی لئے فرمایا ومن یطع اللّٰہ والرّسول فاؤلٰئک مع الذین انعم اللّٰہ علیہم من النّبیّن والصدّیقین والشھداء والصالحین ۰ (پارہ ۵ ع ۶) یعنی جو اللہ اور اسکے رسولؐ کی پوری اطاعت کریگا وہ نبی صدیق

راست

شہداء صالح بن جائیگا۔ پس اب حقیقی طور پر یعنی براہ راست نبی نہیں آسکتا بلکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اطاعت اسکو نبی بناتی ہے۔ پس ہمارا یقین ہے کہ آپ کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آسکتا جو آپ کی شریعت کو منسوخ کرے یا کوئی حکم بدل دے۔ واخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین ۔ والسلام

الراقمہ خاکسارہ عظمت بیگم بنت جمعدار کرم داد خانصاحب

از چھاؤنی راولپنڈی

جزاک اللہ ۔ عالمانہ مضمون ہے جمعدار صاحب قابل مبارک ہیں کہ ان کی لڑکی ایسا اچھا مضمون لکھ سکتی ہے۔ (ایڈیٹر)

بہنوں کو چاہئے کہ علم دین سیکھنے کی کوشش کریں

قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء۔ ہم دیکھتے ہیں کہ انسان کبھی ترقی حاصل کر سکتا جبتک کہ علم پاس نہ ہو اسلئے پہلی ضرورت جو ہے وہ علم حاصل کرنیکی ہے علم دو قسم کے ہیں ایک جسم کا اور دوسرا دین کا۔ العلم علمان علم الابدان ثم علم الادیان یعنی علم بدن کا بھی سیکھنا چاہیئے اور دین کا بھی تاکہ دونو کی حفاظت کر سکے۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

ع کہ بے علم نتواں خدا را شناخت

یعنی بے علم آدمی خدا کو بھی شناخت نہیں کرتا تو معلوم ہوا کہ اس علم سے مراد علم دین ہے یہ ہی ضروری نہیں کہ مرد سیکھیں عورتیں نہیں بلکہ عورتوں کو بھی سیکھنا فرض ہے کیونکہ رسول کریم صلعم کا فرمان ہے:۔ طلب العلم فریضۃ علےٰ کل مسلم و مسلمۃ ۔ یعنی علم کا سیکھنا ہر ایک مرد و عورت پر فرض ہے۔ تعجب کی بات ہے کہ رسول کریم صلعم علم کا طلب کرنا فریضہ قرار دے رہے ہیں۔ پھر بھی ہم کو اتنی غفلت ہو۔ ہم دیکھتے ہیں کہ آجکل اور قومیں علم میں بہت ترقی کر گئی ہیں خاصکر ہندو عورتیں میں نے دہلی کی کانفرنس میں اس بات کا اچھی طرح اندازہ کیا کہ جتنی ہندو عورتیں لائق تھیں اتنی اور بہنیں لائق موجود نہ تھیں کیسے افسوس کی جگہ ہے کہ وہ قوم جسکا کہ علم کے ساتھ مذہبی کوئی تعلق نہ ہو وہ اتنی ترقی کر جائے اور وہ جنکے ہاں علم کا طلب کرنا فریضہ قرار دیا گیا ہے انکو اسکی کچھ پرواہ نہ ہو اور خاصکر ہم احمدی بہنیں جنکو بڑے بڑے کام کرنے ہیں یعنی تبلیغ جو ہمارا سب سے بڑا فرض ہے جسکا بغیر علم کے ادا ہونا مشکل ہے کچھ بھی نہ جانتی ہوں حالانکہ ان کو سخت ضرورت ہے کہ علم دین سیکھنے کی کوشش کریں۔ بغیر علم آدمی اندھا کیا کر سکتا ہے جبتک علم نہ ہو۔ اگر انسان بے خبر ہوگا وہ کیا کر سکتا ہے تبلیغ کرنا جو مرد و عورت سب کا فرض ہے پھر وہ کس صورت سے ادا کیا جائے اسلئے بہنوں کو چاہیئے کہ وہ علم دین سیکھنے میں تہ دل سے کوشش کریں اور اسکو اپنا فرض سمجھیں تاکہ تبلیغی فرض جو ہے وہ اسکے ذریعہ سے آسان ہو یہ زمانہ ایسا نہیں ہے کہ جہالت میں پڑے رہیں یہ زمانہ ترقی کا ہے اور دین پھیلانے کا ہے جیسا کہ رسول کریم صلعم کے وقت

میں فضل عمر کا زمانہ تھا ویسا ہی اب ہے یہ وقت ایسا نہیں ہے کہ ہم خاموش بیٹھے رہیں اور میٹھی نیند سوتے رہیں یہ وقت ایسا ہے جبکہ باغ میں پھل آچکا ہے اور باغبان اسکی نگرانی کرتا ہے اور اسکی جان پر بنی ہوئی ہے کہ ایسا نہ ہو کہ اس میں سے کوئی پھل ضائع ہو جائے اسی طرح ہماری دین کی کھیتی اسوقت سرسبز ہے اور یہ وقت پھلوں کی حفاظت کا ہے کیونکہ چاروں سے اسلام پر حملے ہو رہے ہیں ہم کو چاہیئے کہ اسوقت محنت اور کوشش میں لگ جائیں اور مردوں کا ہاتھ بٹائیں جبکہ تبلیغ مرد عورت بچہ ہر ایک پر فرض ہے تو کیا وجہ ہم عورتیں پیچھے رہیں اور اس میں حصہ نہ لیں۔ پس صرف وجہ یہی سب سے بڑھکر ہے کہ عورتیں کثرت سے بے علم ہیں اگر کچھ تھوڑا بہت علم ہوا بھی تو وہ دنیاوی ناول پڑھ لیا غزل وغیرہ سے دل بہلا لیا علم دین سے واقفیت نہیں ہے اسی واسطے تبلیغ کرتے ہوئے جھجک آتی ہے ورنہ جس کے پاس قرآن اور حدیث کے دلائل ہوں انکو کسی کا کیا خوف۔ جسکے پاس قرآن کا ہتھیار ہو اسکو کس کا ڈر۔ چاہیئے کہ مخالف پر اسکا رعب پڑے اس کا کیا سبب علم دین سے پوری واقفیت نہیں ورنہ جس خوبصورتی سے عورت عورتوں میں تبلیغ کر سکتی ہے مرد نہیں کر سکتے یہ بات بیشک ہے کہ عورتیں اس دلیری سے ملک در ملک نہیں پھر سکتی ہیں جس طرح مرد پھرتے ہیں انکے واسطے اس میں دقتیں ہیں مگر وہ کم از کم اتنا تو ضرور کر سکتی ہیں کہ اپنے گھر میں یا اپنے رشتہ داروں یا اپنے محلہ میں تو تبلیغ بخوبی کر سکتی ہیں

قاعدے کی بات ہے کہ جبتک مرد عورت دونو شامل ہو کر کوشش نہ کریں تو ترقی نہیں ہو سکتی جس طرح ایک گاڑی میں دو پہیئے ہونگے جب ہی وہ منزل مقصود تک پہنچ سکتی ہے ورنہ مشکل ہے اسی طرح تبلیغ میں بھی مرد عورت دونو کی کوشش کی ضرورت ہے اسلیئے بہنوں کو چاہیئے کہ خاص طور سے علم دین سیکھنے کی کوشش کریں تاکہ یہ نعمت جو خدا نے ہمیں دی ہے اور ہماری بہنیں اس سے محروم ہیں۔ ان تک پہنچائیں تاکہ یہ خدا کا فضل اور رحمت جو ہم پر ہے اور ہماری بہنوں پر نہیں ہے انکو بھی نصیب ہو اور یہ صدا ان کے کانوں تک پہنچ جائے کہ آنیوالا آچکا اور اپنا کام کر کے چلا بھی گیا آہ دنیا نے اب بھی اپنی آنکھ سے غفلت کی پٹی نہ کھولی آہ یہ دین کی کھیتیاں سرسبز ہوئیں اور پھل بھی آگئے مگر دنیا کو کچھ خبر نہ ہوئی آہ ع کیسے غفلت کے لحافوں میں پڑے سوتے ہیں۔

جو کسی طرح بیدار ہی نہیں ہوتے چودھویں صدی بھی اب تو آدھی ہونے آئی اور انکی انتظار ختم نہ ہوئی آہ ہم کس طرح چین سے بیٹھیں اور کس طرح آرام سے سوئیں کہ ہماری بہنیں جہالت کے گڑھے میں پڑی ہیں۔ اسمیں شک نہیں کہ ہم بہت خوش ہیں کہ خدا نے ہم کو سلسلہ احمدیہ میں داخل کیا اور اس ظلمت سے محفوظ ہیں مگر ہمارا دل بیچین ہے جبتک کہ اپنی دوسری بہنوں کو اس حفاظت میں نہ لے آئیں اور جبتک اس پیشگوئی کو پورا نہ کر لیں کہ **میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤنگا** اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کرونگا اس میں شک نہیں کہ تبلیغ دنیا کے اخیر کناروں تک پہنچی

جہاں تبلیغ کرنا تو درکنار نام لینا بھی امر محال تھا وہاں آج اللہ اکبر کے نعرے بلند ہوتے ہیں غرض بڑے بڑے شہر جہاں کسی کی مجال نہ تھی وہاں آج اسلام کا جھنڈا گاڑ دیا مگر افسوس کہ ہم عورتیں پیچھے رہ گئیں کہ اس کام میں حصہ نہ لے سکیں اسی واسطے اب ہر جگہ انجمنیں قائم کی جا رہی ہیں کہ عورتوں کی اصلاح ہو اور وہ کسی لائق ہو جائیں تاکہ خدمت دین میں کچھ حصہ لے سکیں۔ اس لئے بہنوں اب تم جہالت کا پیچھا چھوڑ دو اور علم دین سیکھنے میں لگ جاؤ۔

اب میں اپنا مضمون ختم کرتی ہوں اور دُعا کرتی ہوں کہ اے خدا تُو ہم کو اپنے فرض سے سبکدوش ہونے کی توفیق عطا فرما اور تُو ہمارا حافظ ہو اور تُو ہی ہمارا ناصر ہو۔ آمین۔

والسلام حسن زمانی از دہلی کوٹھی نواب لوہارو

سالن کو خوبصورت بنانیوالی چیز

رتن جوت ایک قسم کی دوا ہے مگر کسی قسم کی نقصان کی چیز نہیں ہے۔ اس لئے ہم نے تجربہ کیا ہے کہ اسکو سالن میں ڈالا جائے تو وہ سرخ ہو جاتا ہے اکثر بہت لوگ مرچ کم کھاتے ہیں اس لئے سالن کا رنگ اچھا نہیں ہوتا اور اس کے ڈالنے سے خوبصورت ہو جاتا ہے سالن کے پکتے میں تھوڑی دوا ڈال دی جائے تو بہتر ہوتا ہے۔ حسن زمانی دہلی کوٹھی نواب لوہارو

پہیلی

میں کالا ہوں مگر کوّا نہیں ہوں
بل کھودتا ہوں مگر چوہا نہیں ہوں
چوپایا ہوں مگر ہاتھی نہیں ہوں
بتاؤ یہ کونسا جانور ہے؟

حسن زمانی از دہلی کوٹھی نواب لوہارو

غُصّہ

غُصّہ کے اصلی معنی تو رنج دلگیر کے ہیں۔ لیکن ہماری زبان میں عام طور پر غصّہ کا لفظ غیظ غضب اور طیش کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ لہٰذا میں طیش کے متعلق کچھ عرض کرتی ہوں۔ اور جہاں جہاں غُصّہ کا لفظ استعمال ہو۔ اس سے بہنیں غیظ و غضب مراد لیں۔

غُصّہ انسان کے اندر ایک آگ ہے۔ جو ناگوار نظارہ دیکھنے اور ناگوار کلام کے سُننے سے بھڑکتی ہے۔ اور اس کا دُھواں قلب سے اٹھ کر دماغ تک پہنچتا ہے۔ اور اکثر اوقات عقل کو زائل کر دیتا ہے۔ غُصّہ انسان کی ایک صفت لازم ہے۔ اور غُصّہ کا پیدا ہونا انسان کی فطرت میں داخل ہے۔ جس شخص میں غصّہ بالکل نہ ہو۔ اور یہ صفت بالکل معدوم ہو گئی ہو۔ وہ انسان نہیں۔ اور غُصّہ کے پیدا کرنے سے خدائے تعالیٰ کا یہ منشاء ہے۔ کہ انسان اس صفت کی بدولت اپنی حفاظت کرے۔ اور نقصان رساں چیزوں کو دور کرے اور اپنے دشمنوں کا مقابلہ کر سکے۔ اگر یہ صفت بالکل معدوم ہو جائیگی۔ تو مرد نامراد اور بزدل اور عورتیں نہایت ذلیل ہو جائینگی۔ دیکھو جانوروں میں بھی خدا تعالیٰ نے یہ صفت پیدا کر دی ہے۔ جس سے وہ اپنی اور اپنے ناموس کی حفاظت کرتے ہیں۔ مثلاً ایک کوّے کے گھونسلے کو کوئی بچہ نقصان پہنچائے۔ یا اُسکے بچوں کو گھونسلے سے نیچے پھینک دے۔ تو اس کوّے کو غُصّہ آتا ہے۔ تو کائیں کائیں کرکے بہت سے کوّے جمع کر لیتا ہے۔ تو سب اس لڑکے پر حملہ کرتے ہیں۔ اور بلا دریغ ٹھونگیں مار مار کر ناک میں دم

کردیتے ہیں۔ اور گھر سے آخر نکال ہی دیتے ہیں۔ اس لئے انسان کو چاہیئے۔ کہ وہ کبھی موقعہ پر غُصّہ استعمال کرے۔ اب جبکہ شُدھی کا کام جاری ہے۔ اور ہندو مسلمانوں پر حملہ آور اور خاصکر ہم احمدی جماعت پر تو سب قومیں ہی حملہ آور ہیں۔ پس ہم احمدی بہنوں اور بھائیوں کو بھی انکے ساتھ مقابلہ کرنا چاہیئے۔ اور ہمیشہ اسلام کی عزت پر غُصّہ استعمال کرنا چاہیئے۔ تاکہ ہر جگہ پر محمدی جھنڈا بڑے شان و شوکت کے ساتھ قائم ہو۔ نہ کہ ہندوؤں کا سنکھ بجتا نظر آئے۔ لوگوں نے عام طور پر غُصّہ کی مذمت بیان کی ہے۔ اور غُصّہ سے دُور رہنے کی تاکید اکثر بزرگ لوگ کرتے ہیں۔ لہٰذا عام طور پر لوگوں نے سمجھ لیا ہے۔ کہ غُصّہ میں سوائے بُرائی کے بھلائی کچھ بھی نہیں۔ حالانکہ ایسا سمجھنا بڑی سخت غلطی ہے۔ بلکہ یوں سمجھنا چاہیئے۔ کہ جس طرح انسان کے اندر یہ صفت ہے کہ غذا کھائے۔ اور اپنے جسم کو تحلیل نہ ہونے دے۔ اسی طرح غُصّہ ایک صفت ہے۔ جو حد سے زیادہ روٹی کھائیگا۔ اس کے پیٹ میں درد ہوگا۔ وہ ہیضہ اور نفخ کی بیماری میں مبتلا ہو کر مر جائیگا۔ یا حد سے زیادہ پانی پی لیگا۔ وہ بھی ہلاک ہو جائیگا۔ اسی طرح جو انسان خواہ مرد ہو۔ یا عورت غُصّہ کو بے موقع حد سے زیادہ استعمال کریگا۔ وہ نقصان اُٹھائیگا۔ درحقیقت غُصّہ فی نفسہٖ کوئی بُری چیز نہیں۔ بلکہ اسکی زیادتی اور بے موقع استعمال کرنا بُری چیز ہے۔ اور اسی کی بزرگانِ دین نے مذمت بیان کی ہے۔ چونکہ ہم کو غُصّہ ہمیشہ بے موقع ہی آتا ہے۔ اسکی تو ضرورت ہی نہیں رہی۔ کہ غُصّہ کی طرف بہنوں کو توجہ دلائی جائے۔ ضرورت یہی ہے۔ کہ غُصّہ کی مذمت بیان

کی کے آپ سب بہنوں کو غُصّہ سے روکا جائے۔ جہاں غُصّہ کے اظہار کا موقع ہو۔ وہاں غُصّہ نہ آئے۔ تو یہ انسانیت سے بعید ہے۔ اور جہاں غُصّہ کی ضرورت نہ ہو۔ وہاں غُصّہ آجائے۔ تو یہ بھی غلط ہے۔ کیونکہ غُصّہ کو ضبط کرنا اور غُصّہ کو پی جانا۔ قلب کی قوّت اور عقل کی مضبوطی سے ممکن ہے۔ جن بہنوں کے دل ضعیف ہوتے ہیں۔ اور عقل کمزور ہوتی ہے۔ وہ اپنے غُصّہ کو برداشت نہیں کر سکتیں۔ بلکہ فوراً غُصّہ کا اظہار ہو جاتا ہے۔ سب سے بڑی بزدل وہ ہے۔ جسکو جائز مقام پر بھی غُصّہ نہ آئے۔ اور ہمیشہ ٹھنڈا ہی رہے۔ اس سے کم درجہ کی بزدل وہ ہے جو موقع و محل کے اندازہ کے بدوں ہمیشہ اپنے غُصّہ کو ظاہر کردیا کرے۔ اور جہاں ضبط کرنے کی ضرورت ہو۔ وہاں غُصّہ کو نہ ظاہر کرے۔ سب سے زیادہ قوی القلب اور سب سے زیادہ بہادر وہ ہے۔ کہ اسکو جہاں غُصّہ کی ضرورت نہ ہو وہاں غُصّہ آوے ہی نہیں۔ اور جہاں ضرورت ہو۔ وہاں ضرور آجائے۔ یعنی اسکو غُصّہ کے ظاہر کرنے اور ضبط کرنے کی کاروائی بہ تکلّف نہ کرنی پڑے۔ جو لوگ غُصّہ کو جہاں ضرورت ہوتی ہے۔ پی جاتے ہیں۔ اور ضبط سے کام لیتے ہیں۔ اُن کی تعریف میں خدائے تعالیٰ فرماتا ہے:۔

والکٰظمین الغیظ والعافین عن الناس واللہ یحب المحسنین۔ یعنی غُصّہ کو پی جانے والے اور لوگوں کو انکی خطائیں معاف کرنیوالے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انکو دوست رکھتا ہے۔

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جو شخص غُصّہ نکال سکتا ہے۔ پھر بھی وہ غُصّہ پی جائے

اور ضبط سے کام لے۔ تو قیامت کے دن حق تعالیٰ اسکے دل کو رضامندی سے بھر دیگا۔ اور دوسری جگہ فرمایا کہ جو شخص غصہ کا گھونٹ پی لیتا ہے۔ حق تعالیٰ اُسکے دل کو ایمان سے پُر کر دیتا ہے۔ بعض اوقات انسان پر توحید غالب ہو جاتی ہے۔ وہ ہر فعل کو خدا تعالیٰ ہی کی طرف سے دیکھتا ہے۔ اس لئے اس کی نگاہ میں کوئی بھی حرکت اور کوئی فعل ناگوار نہیں ہوتا۔ ایسی حالت میں ممکن ہے۔ کہ اسکو مطلق غصہ نہ آئے۔ یعنی توحید غصہ کو دبا لیتی ہے۔ اور ہر چیز پر توحید غالب ہو جاتی ہے۔ ایسے شخص کو کوئی پتھر مارے۔ گالیاں دے۔ اسکو نہ پتھر مارنے والوں پر غُصہ آتا ہے۔ نہ گالیاں دینے والوں پر۔ یہ مقام توحید کا نہایت بلند ہے۔ اور ہمارے زمانہ میں ایسے صوفی صافی دل کیمیا اور عنقا کی طرح ناپید ہیں۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ انسان کسی نہایت اہم کام میں مصروف ہوتا ہے۔ اس مصروفیت کے عالم میں وہ کوئی ناگوار امر دیکھتا اور ناشائستہ کلام سُنتا ہے۔ مگر اُسکو غُصہ نہیں آتا۔ کیونکہ اسکی پوری توجہ کسی دوسرے فکر میں مشغول ہوتی ہے۔ مثلاً حضرت سلیمانؑ کو کسی نے گالی دی انہوں نے فرمایا۔ کہ اگر قیامت کو میرے گناہوں کا پلہ بھاری ہو گیا تو جو کچھ تُو کہتا ہے۔ مَیں اس سے بھی بدتر ہوں۔ اور اگر نیکیوں کا پلہ بھاری ہو گیا۔ تو پھر تیری بات کا مجھے کیا ڈر ہے۔ معلوم ہُوا۔ کہ حضرت سلیمانؑ کو فکر آخرت بہت ہی غالب تھی۔ ایسے بلند پایہ لوگ ہمارے زمانہ میں کہاں۔ حضرت مالک دینار رحمۃ اللہ علیہ کو ایک عورت نے ریاکار کہکر پکارا۔ آپنے فرمایا۔ کہ اے نیک بخت تیرے سوا مجھے کسی نے نہیں پہچانا۔ معلوم ہُوا۔ کہ غُصہ کو اپنے قابو میں رکھنا اور خود اس سے مغلوب نہ ہو جانا ممکن ہے۔ اور انسان کیلئے ضرورت ہے۔ کہ وہ خود غُصہ کا مغلوب نہ بنے۔ جو شخص اپنے غُصہ کو پی نہیں سکتا۔ بلکہ خود غُصہ آگے آگے چلنے لگتا ہے۔ وہ انسان نہیں بلکہ کُتّا ہے۔ اور جو غُصہ لانے اور ظاہر کرنے کے وقت بھی گرم نہیں ہوتا۔ وہ انسان نہیں گدھا ہے۔ بعض احمقوں نے ناجائز اور بے موقع غُصّے کا نام شجاعت رکھا ہے۔ حالانکہ یہ سراسر غلط ہے۔ جو شخص اپنے اختیار اور دیانت کے سبب غُصہ کو پی جاتا ہے۔ وہ نیک بخت اور بہادر ہے۔ لیکن جو شخص عاجزی اور خوف کے سبب غُصہ پیتا ہے۔ اسکے دل کے اندر کپٹ اور حسد پیدا ہو جاتا ہے۔ اور اس سے غیبت اور بدگوئی اور چغلخوری بلکہ بہتان بندی کی نامعقول حرکات سرزد ہونے لگتی ہیں۔ اور یہ سب بزدلی سے پیدا ہوتی ہیں۔

مَیں اسوقت اپنی پیاری مصباحی بہنوں کو سوائے اسکے اور کوئی مشورہ نہ دونگی۔ کہ وہ ہمیشہ اپنے آپکو قابو میں رکھیں ذراسی بات پر اپنے آپ سے باہر نہ ہو جایا کریں۔ اور کسی کے ڈر کر یا کسی کی طاقت و دولت و عزّت سے مرعوب ہو کر حق بات کے اظہار سے نہ رُکا کریں۔

اب مَیں دُعا کرتی ہوں۔ کہ یہی ہمارا قومی شعار ہونا چاہیئے۔ اور یہی حقیقی بہادری ہے۔ جسکی وارث ہم اپنے آپکو سمجھتی ہیں۔ والسّلام

ناچیز محمودہ بیگم ہمشیرہ قاضی ضیاء الدین صاحب پسرُوری حال مقیم سدھدرہ ضلع گوجرانوالہ

محمودہ بیگم مفتی فضل الرحمٰن صاحب کی بہو ہیں۔ یہ مضمون (جسمیں ہم نے کوئی اصلاح یا ترمیم نہیں کی) نہایت مفید معلومات اور پاکیزہ خیالات سے پُر ہے۔ امید ہے کہ ہماری مصباحی بہنیں فائدہ اٹھائیں گی۔ (ایڈیٹر)

۱۵ اپریل کے معمّوں کا حل

معمّہ نمبر اوّل کا جواب یہ ہے کہ :۔

چار آدمی تھے ۔ ایک بھائی اور بہن ۔ ایک کے ایک لڑکا دوسری کے ایک لڑکی بچّے آپس میں پھوپھیرے ممیرے بھائی بہن تھے ۔ اور وہی بھتیجے بھتیجی بھی تھے اس لئے بھائی بہن بچّوں کے ماموں اور پھپھو بھی تھے۔

معمّہ نمبر ۲ اسکا جواب یہ ہے :۔

۱۱	۲۱	۱۶	۲۶
۱۸	۲۴	۱۳	۱۹
۲۵	۱۵	۲۲	۱۲
۲۰	۱۴	۲۳	۱۷

معمّہ نمبر ۳ کا حل :۔ چیچو کی ملیاں

معمّہ نمبر ۴ کراس ورڈ کا حل :۔

ل	د	■	ح	ا	ب	ص	م
ب	ا	■	س	ی	ر	د	ا
■	ل	گ	■	■	ل	ی	ر
■	■	ل	ی	د	ن	ق	■
■	■	و	ہ	ر	■	■	■

معمّہ حل کرنیوالوں کے نام

معمّہ ع۳ ۔ غلام فاطمہ بنت شیخ عبد اللہ صاحب انبالہ

ع۳ ۔ زوجہ بابو محمد شفیع صاحب شیخوپورہ

ع۲ و ع۳ ۔ اہلیہ میاں محمد شفیع صاحب اوورسیر شیخوپورہ

معمّہ ع۲ و ع۳ و ع۴ ممتاز جہاں ہمشیرہ ظہور الحسن امرتسری۔

ع۴ ۔ امۃ الرحمٰن ہمشیرہ مولوی مبارک احمد صاحب قادیان

ع۴ ۔ عابدہ بیگم ہمشیرہ میاں احیاء الدین صاحب پشاور

ع۲ و ع۴ ۔ زکیہ خاتون مونگھیر

ع۴ ۔ امۃ اللہ دختر میاں دین محمد صاحب مزنگ لاہور

ع۴ ۔ اہلیہ بابو عبد القدوس صاحب فتح آباد

ع۳ و ع۴ ۔ ایس ایس نسیم کیمبل پور چھاؤنی

ع۴ ۔ رشیدہ بیگم بنت مرزا غلام اللہ صاحب مرحوم قادیان

ع۴ ۔ امینہ بیگم بھاٹی دروازہ لاہور

وصیت ۲۷۸۸۔ میں سکینہ بی بی بیوہ عنایت خاں قوم جٹ ساکن دولت پور تحصیل پٹھانکوٹ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائداد زیورات قیمتی للعما/صدر روپیہ کے ہیں اسکے ۱/۳ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اور آئندہ جو جائداد ہوگی اسکے بھی ۱/۳ حصہ کی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتی ہوں لہٰذا یہ تحریر لکھدی ہے کہ سند رہے۔ ۳۱ دسمبر سنہ ۱۹۲۷ء

العبد سکینہ بی بی بیوہ عنایت خاں۔ گواہ شد۔ تاج محمد سفید پوش برادر حقیقی موصیہ۔ گواہ شد نذیر احمد پسر موصیہ گواہ شد۔ محمد اکرم خاں نمبردار چک جہور حال وارد دولت

وصیت ۲۶۸۴۔ میں عائشہ زوجہ میاں عطاء اللہ قوم کشمیری عمر ۲۲ سال ساکن قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳۱ رجولائی سنہ ۱۹۲۷ء کو حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائداد صما/روپیہ مہر ہے جو میرے خاوند کے ذمّہ واجب الادا ہے۔ زیور قریباً ۱۰۰ روپیہ کی مالیت ہے۔ جو میرے خاوند نے گرو رکھا ہوا

ہے۔ مہر اور زیور کے وصول ہونے پر میرا اس کا ⅓ حصہ بعد وصیت داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان جمع کرا دونگی اگر میری وفات پر کوئی اور جائداد ثابت ہو تو اسکے بھی ⅓ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ۳۱/۳/۲۷

بقلم خود عائشہ بیگم - گواہ شد عبد الرحمٰن مصری - گواہ شد عطاء اللہ بقلم خود خاوند موصیہ ٭

احمدیہ گرلز سکول سیالکوٹ

یہ مدرسہ بحکم حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ اپریل ۱۹۲۳ء جماعت سوئم سے شروع ہوا تھا۔ اور ۳۱ مارچ ۱۹۲۸ء تک پنجم جماعت پرائمری تک مکمل ہوگیا۔ جماعت پنجم پرائمری جسمیں ۹ تعداد طلبات تھی بفضل ایزدی سب کی سب امتحان پرائمری میں پاس ہوگئیں۔ اور یہ احمدیہ سکول تمام دیگر اسلامیہ سکولوں سے جو تعداد ۹ ہی ہیں بلحاظ نتیجہ کے اوّل نمبر پر نکلا اور محتنہ صاحبہ نے اظہار خوشی فرمایا۔ گذشتہ سال اس مدرسہ میں ۴ تنخواہ یافتہ استانیاں کام کرتی رہی ہیں۔ اور دو آنریری طور پر دینیات کیلئے۔

اس مدرسہ کی سیکرٹری صاحبہ و لجنۃ اماء اللہ محترمہ اہلیہ صاحبہ جناب سید عبد السلام صاحب امیر جماعت ہیں جو مدرسہ کی نگران حال ہیں۔ اور اخلاقی تعلیم سے وافر حصہ طالبات اور استانیوں کو دیتی ہیں۔

ہر ماہ کی پہلے اتوار کو مستورات جماعت کا جلسہ ہوتا ہے۔ تعداد مستورات قریباً یکصد ہو جاتی ہے۔

سلسلہ لیکچروں کا جاری ہے ٭ والسلام

نیاز مند سیکرٹری تعلیم و تربیت جماعت احمدیہ شہر سیالکوٹ

التجاءِ دعا

تمام مصباحی بہنوں سے درخواست ہے۔ کہ میری بھاوجہ غلام فاطمہ زوجہ بشیر احمد۔ جو عرصہ سے بیمار چلی آتی ہیں۔ ان کی شفایابی کے لئے اللہ تعالیٰ سے دردِ دل سے دعا فرمائیں۔ مشکور ہونگی۔

والدہ ناصر احمد احمدی۔ رانچی

ولادت

بہن زبیدہ خاتون سکرٹری لجنۃ اماء اللہ لاہور کے ہاں لڑکی پیدا ہوئی جس کا عقیقہ مارچ میں ہوا۔ ۸ر اعانت مصباح کیلئے بھیجے۔

۲ - امۃ الحفیظ بیگم زوجہ مرزا عبد الحمید صاحب کلرک ریویو اردو (افسر جی عبد الغنی صاحب سنوری کی نواسی) کے ہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے لڑکا پیدا ہوا۔ جس کا نام حضرت خلیفۃ المسیح نے عبد الرشید رکھا۔ ۱۴ ر اپریل ۱۹۲۸ء کو عقیقہ و ختنہ ہوا ٭

وفات

میری مکرمہ ہمشیرہ صاحبہ ہیڈ معلمہ گرلز سکول باڑی پورہ بتاریخ ۵ ر مئی بروز سنیچروار بوقت ۲ بجے اس دنیا فانی سے رحلت فرما گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحومہ ہمیشہ بچپن سے لیکر آخری وقت تک پابند صلوٰۃ رہتی تھیں

مستورات کے لئے

ہماری ایجاد کردہ دوائی "اکسیر تسہیل ولادت" ایک نعمت الٰہی ہے۔ جسکے بروقت استعمال سے بفضلِ خدا بچہ نہایت آسانی سے پیدا ہو جاتا ہے۔ اور بعد ولادت جو زچہ کو درد وغیرہ کی تکلیف ہوتی ہے۔ وہ بھی خدا کے فضل سے نہیں ہوتی۔ قیمت اڑھائی روپے مع محصولڈاک (عہ)

مینیجر شفاخانہ دلپذیر سلانوالی ضلع سرگودھا۔

(حافظ محمد علی صاحب ثاقب پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر مصباح قادیان سے شائع کیا)